NALANDA OPEN UNIVERSITY

COURSE : B.A. URDU HONS. PART 1

PAPER : PAPER I

TOPIC : GHAZAL

PREPARED BY : NEMAT SHAMA

SCHOOL OF INDIAN & FOREIGN LANGUAGES

طبع آزمائی کی ہے - اردو شاعری کا بہت بڑا سرمایہ غزل کی شکل میں موجود ہے-غزل کے معنی" سخن با یار گفتن" کے ہیں اس طرح عشق و محبت عزل کے خمیر میں داخل ہے لیکن غزل صرف محبت کے موضوعات تک ہی محدود نہیں اس کا دائرہ بہت وسیع ہے - اس میں سماجی وسیاسی مسائل فلسفہ وتصوف اورانسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں کی ترجمانی موجود ہے -

ظاہری ساخت کے اعتبار سے غزل کے پہلے شعر کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں اسے مطلع کہا جاتا ہے پہلے مطلع کے بعد آنے والے مطلع کو حسن مطلع کہتے ہیں - آخری شعر میں شاعر اپنا تخلص پیش کرتا اسے مقطع کا شعر کہتے ہیں - غزل کے تمام شعر کسی ایک بحر میں ہوتے ہیں اس لیے غزل کے شاعر کو ردیف وقافیہ کی پابندی کرنی پڑتی ہے یوں غزل غیر مردف بھی ہوسکتی ہے لیکن زیادہ تر شعرا نے قافیہ کے ساتھ ساتھ ردیف کی بھی پابندی ہے-غزل کا ہر شعر مکمل اکائی ہوتا ہے اور کسی ایک مفہوم کا تاثر پیش کرتا ہے -

غزل کا ارتقا:غزل کے اولین نقوش ہمیں خسرو کے کلام میں ملتے ہیں گرچہ خسرو کی زبان میں فارسی اور ہندی کے اثرات نمایاں ہیں پھر بھی ان سے صرف نظر کرنا ممکن نہیں-اس سلسلے میں مندرجہ ذیل اشعار نمونے کے طور پر پیش کیے جاتے ہیں

گوری سووے سیج پر مکه پر ڈالے کیس

چل خسرو گھر اپنے رین بھئی سب دیس

زحال مسکیں مکن تغافل درائے نینا بنائے بتیاں

کہ تاب ہجراں ندارم اےجاں! نہ کاہےلیہو لگائے چھتیاں

خسرو کے علاوہ قلی قطب شاہ،محمد قطب شاہ، عبداللہ قطب شاہ،ملاوجہی،غواصی،نصرتی وغیرہ نے غزل کے نشوونما میں نمایاں کردار ادا کیا -گرچہ ان شعراء کاتعلق تشکیلی دور سے ہے- لیکن اس دورکےنعض اشعار چونکا دینے والے ہیں ان اشعار میں ایک ادبی شان اورزبان میں کافی ترقی و پختگی پائی جاتی ہے اس دور کے اہم شاعر محمد قلی قطب شاہ کے کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے مولوی عبدالحق لکھتے ہیں " چارسو برس پہلے کا کلام اگر آج کل کے شعرا کے عشقیہ کلام کے سامنے رکه دیا جائے تو سوائے زبان کے تغیر کے کوئی اور فرق معلوم نہ ہو گا وہی باتیں،وہی مضمون ہیں اور وہی طرزاداوروہی بحریں ہیں " ان شعرا کی غزلیں گرچہ واضح اردو زبان میں نہیں ہیں پھربھی ان کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے-

اردو غزل کو سنوارنے اور اس کو صحیح سمت دینے میں ولی دکنی نے نمایاں کردار ادا کیا انہوں نے غزل کے مضامین کو وسعت دی اور اس میں نئے انداز پیدا کیےاور اردو غزل کو نیااہنگ اور لب و لہجہ عطا کیا-تصوف اور روحانیت کے مسائل اپنی غزلوں میں بڑی کامیابی کے ساتھ پیش کیے-ان کے بعض اشعار اتنی صاف اور واضح زبان میں ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ بہت بعد کے زمانے میں لکھے گئے ہیں-ولی کے دور کے دوسرے شعراء میں شاکر

ناجی،آبرو،یکرنگ اور آرزو قابل ذکر ہیں-ان شعرا نے ایہام گوئی اور رعایت لفظی پرزیادہ زور دیا جس کی وجہ سے ان کی غزلوں کی معنویت اوراثر آفرینی کافی متاثر ہوئی شاعری احساسات و جذبات کی ترجمانی کی بجائے لفظی گورکھ دھندا ہو کر رہ گئی-اس ایہام گوئی اور تکلف و تصنع کی جگہ اردو غزل میں تازہ گوئی اور انسانی احساسات و جذبات کی ترجمانی پر زور دینے کا سہرا مرزاجان جاناں کے سر جاتا ہے، مرزا جان جاناں نے اردو شاعری میں فارسی کی نئ اور خوبصورت ترکیبیں داخل کیں اور زبان میں صفائی وشگفتگی پیدا کی ان کے کلام کی لطافت کا اندازہ ان اشعار سے لگایا جا سکتا ہے:

ہم نے کی ہے توبہ اور دھومیں مچاتی ہے بہار

ہائے بس چلتا نہیں کیا مفت جاتی ہے بہار

گرگل کوگل کہوں تو تیرے روکوکیا کہوں

بولوں نگہ کو تیغ تو آبرو کو کیا کہوں

یہ حسرت رہ گئی کس کس مزے سے زندگی کرتے اگر ہوتا چمن اپنا،گل اپنا،باغباں اپنا

اس کے بعد میر، درداور سودا جیسے صاحب طرز شاعر پیدا ہوئے جنہوں نے غزل کو نیارنگ وروپ عطاکیا-یی تینوں شاعر گرچہ ایک ہی زمانے سے تعلق رکھتے ہیں لیکن سب کاطرز الگ الگ ہےمیر کی شاعری قلبی واردات و احساسات کی شاعری ہےان کے یہاں داخلیت انتہا کو پہنچی ہوئی ہے ان کی شاعرانہ فضا پر غم ویاس کی کہر چھائی ہوئی ہے جس کی وجہ سے بعض نقاد انہیں قنوطی قرار دیتے ہیں لیکن میر کا غم ان کاذاتی غم نہ ہوکر ایک آفاقی غم نظر آتا ہے جس سے ہمیں ان کی غزلوں میں گھٹن کے بجائے ایک طرح کی

دردمندی کا احساس ہوتا ہے-سودا یوں تو اپنی قصائد کی وجہ کر مشہور ہیں لیکن ان کی غزلوں کی اہمیت بھی اپنی جگہ مسلم ہے، انہوں اردو غزل کو داخلیت سے خارجیت کی طرف موڑا - انہوں نے دل کی دنیا سے کہیں زیادہ باہر کی دنیا کی طرف توجہ دیاان کی غزلیں نشاط آمیز لب ولہجہ اورسرمستی و شگفتگی کی وجہ سے زیادہ اہمیت رکھتی ہیں وہیں درد کی غزلوں کا لب ولہجہ صوفیانہ ہے ان کی غزلوں میں پاکیزگی روح اور عشق کی جلوہ گری ہے زبان بہت صاف اور کوثر وتسنیم سے دھلی ہوئی ہے-درد کے فن کی پاکیزگی اوراثر آفرینی اپنی جگہ مسلم ہے، ان کے علاوہ اس دور میں انعام اللہ یقیں،میراثر،قائم اورمیرسوزنے بھی اپنی غزلوں کا جادو جگایا-ان کی غزلوں میں درد مندی سوزوگدازاوردبستان دہلی کے ساتھ تمام خصوصیات نظر آتی ہیں-

دہلوی شعراء کی غزلوں میں جہاں ہمیں داخلیت،سوزوگدازاوردردمندی نظر آتی ہے وہیں لکھنوی شعراء کی غزلوں میں شوخی،شگفتگی اورسرمستی کا احساس ہوتا ہے ایسا لکھنؤ کے تعیش پسند ماحول کی وجہ سے تھا-دولت کی فراوانی اورپر سکون ماحول نے ان کے فن پر غم کاسایہ نہیں پڑنے دیا-ان لکھنوی شعرا میں انشاء،جرُت، مصحفی،ناسخ اور آتش صف اول کے شعرا ہیں - ان شعراء نے معنی آفرینی اور جزبات نگاری کے مقابلے میں لفظی زیبائش وآزمائش پر زیادہ زور دیا جس کی وجہ سے اردو غزل میں صنعت گری،تکلف اورآورد کا اضافہ ہوا-معنوی اعتبار سے غزل سطحی لذت کشی اور جنسی جذبات کی عکاسی ہوکررہ گئی، لیکن پوری لکھنوی شاعری اسی انداز کی نہیں ہے-آتش مصحفی اورانشاءکے یہاں ہمیں بہت سے ایسے اشعار ملتے ہیں جولکھنوی شاعری کی روایتی سطحیت سے اور جنس زدگی سے پاک ہیں،ان اثر آفرینی اور ایک طرح کی لطافت اور فنی عظمت کااحساس ہوتا ہے-

مصحفی اور آتش کی شاعری اس عہد کی تاریک شاعرانہ فضا میں اپنی فکری و فنی جگمگاہٹ کی وجہ سے نمایاں ہے-ناسخ کی غزلیں نازک خیالی اورشوکت الفاظ کی وجہ سے یقیناً بلند ہیں لیکن اثر آفرینی سے محروم ہیں-ان شعراء کے علاوہ امانت،رنداور رشک وغیرہ کی غزلیں بھی قابل قدر ہیں-

میر اور سودا کے بعددہلی میں غالب،ذوق اورمومن نے فن غزل گوئی کووقاربخشا-غالب نے اردو غزل کوفکروفن دونوں اعتبار سے متاثر کیا-غالب نے غزل میں فکری عنصر کوبڑی خوبصورتی کے ساتھ سمویا، انہوں نے فنی اعتبار سے بھی اردو غزل کووسعت بخشی-انہوں نے اظہار کے نئے نئے وسیلے تلاش کیے اورزبان میں ایک اجتہادی شان پیدا کیا-اپنے پیچیدہ اور تہ درتہ جذبات کے اظہار کے لئے نئی نئی علامتیں اورجاندارتشبیہات واستعارات تخلیق کیے اس طرح غالب نے ایک نئی جہت سے آشنا کیانمونے کے طور پر چنداشعار پیش کیے جاسکتے ہیں :

ہیں اور بھی دنیا میں سخنور بہت اچھے

کہتے ہیں کہ غالب کا ہے اندازے بیان اور

دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے

آخراس درد کی دوا کیا ہے

ذوق گرچہ اپنے قصائد کی وجہ سے مشہور ہیں لیکن ان کی غزلیں بھی اپنے حسن بیان،سادگی و صفائی،بےساختگی وبے تکلفی اور شیرینی وحلاوت کی وجہ سے کم اہم نہیں ان کی غزلیں اس لحاظ سے زیادہ اہم ہیں کہ ان سے اردو زبان کو ایک صاف ستھرا،شگفتہ وشستہ لب و لہجہ نصیب ہوا-مومن نے اردو غزل کو ایک نیاانداز بخشا ان کی غزلوں میں حسن وعشق کا ایک بگارخانہ آبادنظر آتا ہے-ان کی

غزلیں اپنی شگفتگی،رنگینی،نازک خیالی،طنزاورشوخئ اداکی وجہ سےخاص اہمیت رکھتی ہیں-ان کے کلام کا ایک نمونہ پیش ہے:

تم میرے پاس ہوتے ہو گویا

جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

ان شعراء کے علاوہ نصیردہلوی،بہادرشاہ ظفر، آرزو، شیفتہ، داغ، امیرمینائی نے بالخصوص اردوغزل کوسادہ زبان، ترنم میں ڈوبا ہوا لہجہ اورلطیف جھنکار پیداکرنے والا آہنگ عطا کیا-ان کی مقبولیت ان کے اسی لطیف وشوخ انداز بیان کی وجہ سے ہے جو سادگی وپرکاری کا بہترین نمونہ ہے-

غزل سازگار فضا ہی میں پروان نہیں چڑھی بلکہ ناسازگار اورمخالف فضاؤں میں بھی اس کا چراغ روشن رہا حالی نے مقدمہ شعروشاعری لکھ کر غزل پر تنقید کی اور غزل کی اصلاح کے لیے مختلف تجاویز پیش کیں-اقبال، چکبست، اورجوش کی انقلابی اور فلسفیانہ نظموں نے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کیا لیکن غزل کی اہمیت کم نہیں ہوئی، غزل نے زمانے کے تقاضوں کے مطابق اپنےآپ کوڈھال لیا اور وہ حسن وعشق کے محدود دائرے سے نکل کر زندگی کے سنگین حقائق سے آنکھ ملانے لگی-غزل کو یہ نیا آہنگ اورلب ولہجہ بخشنے والوں میں حسرت موہانی، عزیز لکھنوی، شادعظیم آبادی، آرزولکھنوی، فانی بدایونی، اصغر گونڈوی، جگر مرادآبادیت، یگانہ چنگیزی وغیرہ کے نام ایم ہیں - ان شاعروں نے غزل کو روایتی حصار سے باہر نکال کر اپنے عہد کے ابھرتے ہوئے تقاضوں کاترجمان وعکاس بنایااورغزل کے جسم میں نیا خون دوڑایااس طرح غزل میں حسن و عشق کے علاوہ زندگی کے دوسرے پہلوؤں کو بھی پیش کیا جانے لگا-1936ء میں ترقی پسند تحریک وجود میں آئی اردو شاعری میں

حقیقت پسندی پر زور دیا جانے لگا اور اردو غزل کوفراری، انفرادی اوراجتمائی شعور سے بے بیگانہ اوربےوقعت کی راگنی قرار دے کر اس کی مخالفت کی گئی کہ غزل میں نئے زمانے کے تقاضوں سے عہدہ برآہونے نت نئے تجربات کی ترجمانی کرنے کی اہلیت نہیں- لیکن غزل بڑی سخت جان نکلی ان مخالفتوں کے باوجود اس کی آواز نہیں دبی اور جلدہی ایک نیا روپ بدل کر ہمارے سامنے آگئی- خودترقی پسند شعراء نے غزل کے نئے امکانات تلاش کیے اور غزل کی بےپناہ اشاریت اور رمزیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کی معنویت میں اضافہ کیا اور اس کو ایک نئی جہت سے آشنا کیا-ان ترقی پسند شعراء میں فیض احمد فیض، علی سردار جعفری، ساحر لدھیانوی، مجاز،معین احسن جذبی، غلام ربانی تاباں، مجروح سلطان پوری، خلیل الرحمٰن اعظمی اور نصر کاظمی قابل ذکر ہیں -

آج بھی اردو غزل زمانے کی تیز رفتاری کا ساتھ دینے میں پوری طرح کامیاب نظر آتی ہے-آزاد غزل سے اینٹی غزل تک نئے نئے تجربات کیے جارہے ہیں یہ صحیح ہے کہ تمام تجربےکامیاب نہیں کہے جا سکتے بعض شعراء نے لسانی شکست وریخت کانعرہ بلند کرکے غزل کو نقصان پہنچایا لیکن نئی نسل کے بعض غزل گو شاعر ذاتی کرب،روحانی بحران اورسنگین مسائل کو نئے انداز اور جدید رموز و ملائم کے ذریعہ پیش کرنے اور جدیدغزل کو نئ رفعتوں اوروسعتوں سے ہمکنارکرنے میں کامیاب رہے ہیں ان شعراء میں بشیر بدر،ظفراقبال، احمدفراز، ندافاضلی، سلیم احمد اورساقی فاروقی وغیرہ کے نام سرفہرست ہیں-

تنقید:غزل پر عائد اعتراضات کاجائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ زیادہ تر اعتراضات غزل پر اس لئے کئے گئے ہیں کہ غزل گوشعراء غزل کی روایات اوراس کی فنی نزاکتوں کوکامیابی کے ساتھ برتنے میں

ناکام رہے ہیں-مثال کے طور پر حالی نے محض انحطاطی دورکی غزل نگاری یاروایتی شعرا کی غیر ذی روح قافیہ پیمائی کواپنی تنقیدوتعریض کا شانہ بنایا ہے اسی حقیقت کے پیش نظر اخترانصاری ایک کامیاب غزل کی بنیادی جوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

" سب سے پہلےاس کو سرشت غزل کاپابند اورروایت غزل کانمونہ ہونا چاہیے..... اور اسے اپنے صنف کے بنیادی لوازمات اورفنی اقدار کے احترام کے ساتھ ساتھ زندگی کی ٹھوس حقیقتوں، انسان کے پاکیزہ ترین خوابوں، مقدس آرزوؤں بلند ترین قدروں سےپورے طور پر مربوط ہونا چاہیے - "

عزل میں پائی جانے والی بےربطی کوعزل کی خامی قرار دیا گیا ہے لیکن اگر غور کیاجائے تویہ غزل کا حسن ہے کہ اس کا ہر شعر ایک مکمل اکائی ہوتا ہے اورکسی مخصوص جذبہ اور خیال کی ترجمانی کرنا ہے کبھی ایک شعر ہی ہماری نگاہوں کے سامنے ہماری تہذیبی زندگی کی پوری تصویر پیش کر دیتا ہے-منور لکھنوی کی غزل کا یہ شعرکس طرح ایک پوری تہذیبی زندگی کی شکست وریخت کی داستان سناتا ہے:

غزالاں تم تو واقف ہوکہومجنوں کے مرنے کی

دوانہ مرگیاآخر کوویرانے پہ کیا گزری

غزل کونیم وحشی صنف سخن بوالہوسی وسطحی خیالات کاپلندہ اور بے وقت کی راگنی قرار دیا گیا اس کے باوجودوہ ہر زمانے میں مقبول رہی-ناسازگار فضاؤں میں بھی پروان چڑھتی رہی اور آج بھی غزل کی کلاسیکی روایات اور اس کے امکانات کو دریافت کیا جارہا ہے - ہماری نئی نسل میروغالب کے اشعار میں تسکین کا سامان تلاش کر رہی ہے-ناصر کاظمی، فراق اور خلیل الرحمٰن اعظمی کے اشعار

اس وجہ سے پسند کئے جارہے ہیں کہ ان میں میرکارنگ غالب ہے - رشید احمد صدیقی غزل کی اسی ہمہ گیری، وسیع تر معنویت اور دل میں اترجانے کی صلاحیت کے پیش نظر اسے اردو شاعری کی آبرو قرار دیتے ہیں -